دوستی

1_عمران

2_کنول

3_خاور

اک بہت اچھا لڑکا (عمران) اک شہر سے دوسرے شہر ریل گاڑی میں سفر کر رہا تھا وہ اپنے گھر کی طرف جا رہا ہوتا اور گھر میں وہ اکیلا ہی رہتا ہے (کیوں کہ اس کے والدین حیات نہیں ہوتے) اس شہر میں وہ کام کے سلسلے میں آیا تھا اب کام مکمل ہوا اس لیے وہ واپس جا رہا ہوتا ہے..
رات کا سفر اور موسم بھی سردی کا ہوتا ہے اس لیے اس کے پاس اوڑھنے کے لیے کمبل ہوتا ہے.. رات کے تقریباً 11 بجے سبھی مسافر سو چکے ہوتے ہیں اور عمران سونے لگتا ہے تو اسے کسی بچی کے رونے کی آواز سنائی دیتی ہے... وہ سوچتا ہے کہ کسی مسافر کی بچی ہے تو وہ اسے چپ کرا لے گا.. مگر بچی مسلسل رو رہی ہوتی ہے اور کوئی اسے چپ نہیں کراتا.. بچی دوسرے ڈبے میں ہوتی ہے تو عمران آواز دیتا ہے کہ جس کی بچی ہے اسے چپ کراؤ مجھے سونا ہے..

مگر کوئی اس بچی کو چپ کرانا تو دور کی بات بلکہ عمران کی آواز کا بھی جواب نہیں دیتا.. مجبوراً وہ بستر چھوڑ کر دوسرے ڈبے میں جاتا ہے تو وہاں پر اک چھوٹی سی بچی جس کی عمر 6 یا 7 سال ہو گی کھڑی ہوئی سسکیاں بھر رہی ہوتی ہے اور سردی سے کانپ رہی ہوتی ہے..
عمران اس کے پاس جاتا ہے اور اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑتا ہے جو کہ سردی سے برف کی مانند ہوتے ہیں اور انھیں اپنے ہاتھوں سے گرم کر رہا ہوتا ہے اور پھر پیار سے اس بچی سے پوچھتا ہے

تمھارے ابو, امی (والدین) کہاں ہیں ؟

وہ بس سسکیاں بھر رہی ہوتی ہے اور پھر رونا شروع کر دیتی ہے اور پھر بس اتنا کہہ پاتی ہے کہ اس کے والدین گاڑی سے ٹکرا گئے.. اور پھر مجھ سے بات نہیں کی اور پھر ریل والے چچا نے مجھے اس پر بٹھا دیا..
عمران سمجھ جاتا ہے کہ اس بچی کے والدین سٹیشن کے پاس ہوئے حادثے کا شکار ہو گئے ہیں اور اب وہ اکیلی ہے.. اور ہجوم کی وجہ سے کسی نے یہ سمجھا ہو گا کہ یہ کسی مسافر کی بچی ہے تو اس نے اسے ڈبے میں سوار کر دیا..

عمران اسے اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیتا ہے.. وہ اب بھی کانپ رہی ہوتی ہے تو وہ اس بچی کو اپنے ڈبے میں لے آتا ہے اور کمبل میں اسے لپیٹ دیتا ہے.. پھر اس سے پوچھتا ہے

بیٹا: بھوک تو نہیں لگی؟

(بچی بس رو رہی ہوتی ہے)

عمران کے پاس کھانے کے لیے کچھ چاکلیٹ اور بسکٹ ہوتے ہیں (جو کہ اس نے صرف سفر گزارنے کے لیے خریدے ہوتے ہیں) وہ اس بچی کو دے دیتا ہے.. اس کے آنسو پونچھتا ہے اور اس کے بال درست کرتا ہے اور اسے پیار کرتا ہے اور ایسا کرتے کرتے بچی کو نیند آجاتی ہے.. اور کچھ دیر بعد اس کا سفر بھی ختم ہو جاتا ہے اور وہ اس بچی کو اپنے گھر لے آتا ہے.. جب بچی آنکھ کھلتی ہے تو وہ اک خوبصورت جگہ پر ہوتی ہے مگر وہ اٹھتے ہی پھر سے رونا شروع کر دیتی ہے...

بچی بار بار کہہ رہی ہوتی ہے کہ اسے اپنی ماں کے پاس جانا ہے اور عمران اسے تسلی دے رہا ہوتا ہے..

عمران اس کا منہ دھوتا ہے پھر بال اور اسے ناشتہ بنا کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اسے کھا لو پھر ہم بازار جائیں گے (تمھارے لیے اچھے اچھے کپڑے خریدنے)

مگر بچی مسلسل رو رہی ہوتی ہے اور یہی کہہ رہی ہوتی ہے کہ اسے اپنی ماں کے پاس جانا ہے..

عمران اسے جیسے تیسے کر کے اس بات پر راضی کر لیتا ہے کہ وہ کھانا کھا لے..

بچی نہا کر کھانا کھا لیتی ہے اور اب اس کا غم پہلے کی نسبت کم ہو چکا تھا.. پھر وہ اسے لے کر بازار جاتا ہے اور اس کے لیے کھلونے خریدتا ہے اور خوبصورت کپڑے... بازار میں بچی کا دل ہلکا ہو جاتا ہے اور وہ عمران سے تھوڑا مانوس بھی ہو جاتی ہے..

بازار میں عمران کی منگیتر (عالیہ) بھی خریداری کے لیے گئی ہوتی ہے اور اس کی نظر بچی پر پڑتی ہے اتنے میں ہی عمران اور وہ گھر کی طرف روانہ ہوتے ہیں.. وہ گھر جا کر بچی کے ساتھ کھیل رہا ہوتا ہے کہ دروازے پر گھنٹی بجتی ہے.. عمران جیسے ہی دروازہ کھولتا ہے تو عالیہ غصے سے لال سیدھا گھر میں داخل ہوتی ہے اور بچی کو دیکھ کر اس کی طرف اشارہ کر کے پوچھتی ہے..

یہ کس کی بچی ہے ؟ اور تمھارے ساتھ کیا کر رہی ہے ؟
عمران سب کچھ بتاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ آج سے یہ میرے ساتھ ہی رہے گی..
عالیہ کہتی ہے کہ آج تم اسے ساتھ رکھ رہے ہو کیوں کہ یہ چھوٹی ہے مگر کل کو یہ بڑی ہوگی.. ہماری اولاد کی برابری کرے گی.. ان سے ان کا حق چھینے گی.. اس لیے فوراً اسے یہاں نکال دو..
عمران عالیہ کو بہت سمجھانے کی کوشش کرتا ہے مگر عالیہ آخر پر کہتی ہے
یا تو اس بچی کو گھر سے نکال دو یا پھر ہماری منگنی یہیں پہ ختم...
(عمران اس بچی کے معصوم چہرے کی طرف دیکھتا ہے جس میں امید بھری ہوتی ہے اور اس کی آنکھوں میں ننھے ننھے موتی ہوتے ہیں جو کہ زمین کی زینت بنتے لیکن عمران نے عالیہ سے کہا کہ)
"اگر تم مجھے چھوڑ کر جانا چاہتی ہو تو تمھاری مرضی لیکن یہ بچی میرے ساتھ ہی رہے گی"
اور عالیہ یہ سن کر آگ بگولا ہو جاتی ہے اور فوراً منگنی کی انگوٹھی اپنی چھنگلی سے نکال کر اس کی ہتھیلی پر رکھ دیتی ہے..
پھر عالیہ عمران کے چہرے پر تھوکتے ہوئے اسے تھپڑ مار کر گالیاں دیتے ہوئے وہاں سے چلی جاتی ہے..
پھر عمران چھوٹی بچی کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ اس کے چہرے کو اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے صاف کرتی ہے اور عمران اس کے ہاتھوں کا بوسہ لیتا ہے..
پھر عمران اسے کہتا ہے کہ آج سے میں تمھاری ماں بھی ہوں باپ بھی دوست بھی اور تم مجھے سب کچھ کہہ سکتی ہو تو کیا تم میری بیٹی میری چھوٹی سی دوست بنو گی؟
(بچی عمران کے گلے لگ جاتی ہے اور اس طرح سے ان کے رشتے کا آغاز ہوتا ہے)
عمران اسے کبھی کوئی کھلونا لے کر دیتا ہے کبھی کپڑے کبھی وہ گھومتے پھرتے ہیں اور بچی اپنے والدین کو بھول جاتی ہے اور عمران کے ساتھ ہی خوش رہنا شروع کر دیتی ہے..
پھر کوئی اک دو ماہ بعد لڑکا اسے سکول داخل کروانے جاتا ہے تو تب اسے یاد آتا ہے کہ اس نے ابھی تک بچی کا نام ہی نہیں پوچھا..
پھر وہ اس بچی سے پوچھتا ہے
"تمھارا نام کیا ہے ننھی دوست؟"
پھر وہ بتاتی ہے کہ میرا نام ہے

"کنول"

عمران نام سن کر بہت خوش ہوتا ہے اور پھر اسے سکول میں داخل کرواتا ہے ..

عمران ہر روز اس کے لیے ناشتہ بناتا اس کے بال سنوارتا اسے اچھے کپڑے پہناتا اور اسے سکول چھوڑنے جاتا ہے اور جو بھی وہ فرمائش کرتی اسے وہ ہمیشہ پوری کرتا .. اسے ہمیشہ لاڈ پیار سے رکھتا ... رات ہو یا دن عمران نے کبھی بچی کو کسی مانگنے پر منع نہیں کیا ... بعض دفعہ تو کنول کھیلتے کھیلتے بہت رات کر دیتی اور اسے اگلے دن کام پر بھی جانا ہوتا اور اس کی نیند بھی پوری نہ ہوتی مگر عمران نے کبھی کنول کی خوشیوں میں کمی نہیں آنے دی ..

اک دفعہ سکول میں یتیم بچوں کی کفالت کے فارم آئے اور استاد نے عمران کو کال کر کے بلوایا اور کہا کہ وہ یہ فارم جمع کروا دیں اس بچی کو بہت ریلیف ملے گا ..

مگر عمران نے ناراضی کی حالت میں جواب دیا : وہ یتیم نہیں ہے اور دوبارہ ایسی بات نہ کیجیے گا پھر وہ اسے لے کر گھر آجاتا ہے اور رات گئے تک وہ اس کے ساتھ کھیلتا رہتا ہے ..

کنول تعلیم حاصل کرتے کرتے جوان ہوگئی اور عمران پختگی کی عمر میں پہنچ گیا ..

کنول نے اس تعلیم کے دوران کسی دوسرے لڑکے (خاور) سے دوستی کر لی اور اس بات کے بارے میں عمران کو نہیں بتایا ..

کنول عمران سے جھوٹ بولنے لگی اور رات بھر خاور سے باتیں کیا کرتی .. خاور اک ڈرگ سمگلر تھا اور اس بات کا علم کنول کو نہیں تھا ..

شروع شروع میں تو عمران صرف پوچھتا تھا کہ وہ کس سے بات کرتی ہے اور کنول جھوٹ بولتی کہ اپنی سکول کی سہیلیوں سے مگر عمران کو شک ہوگیا کہ کنول شاید کچھ چھپا رہی ہے جو کہ غلط بھی ہو سکتا ہے ..

پہلے تو کنول نہیں مان رہی تھی مگر بعد میں وہ مان گئی اور عمران کو بتایا کہ وہ کسی لڑکے سے پیار کرتی ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتی ہے .. عمران نے کہا کہ کوئی حرج والی بات نہیں ...

میں اس لڑکے سے ملنا چاہتا ہوں اگر وہ اچھا لڑکا ہوا تو میں تمھاری منگنی اس کے ساتھ کر دوں گا اور بعد میں شادی ..

کنول یہ سن کر بہت خوش ہوئی اور عمران کے گلے لگ جاتی ہے ..

جب کنول عمران کی ملاقات خاور سے کرواتی ہے تو عمران کو پتہ چل جاتا ہے کہ خاور اچھا انسان نہیں ہے مگر کنول کا دل رکھنے کے لیے وہ اسے کچھ نہیں کہتا ..

اور ملاقات کے بعد وہ گھر واپس آجاتے ہیں ..

گھر واپس آکر عمران کنول کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے کہ خاور اچھا انسان نہیں ہے ..

تم نے میرے ساتھ اتنا وقت گزارا ہے اور میں تمھیں اس سے اچھا لڑکا تلاش کر کے دوں گا .. خاور کے ساتھ اس کی زندگی برباد ہو جائے گی ...

وہ لڑکا تمھارے لائق نہیں ہے .. وقتی طور پر کنول چپ ہو جاتی ہے مگر عمران کی بات پر توجہ نہیں دیتی اور خاور سے ملنا جاری رکھتی ہے ..

دوسری دفعہ جب عمران کو اس کا پتہ چلتا ہے تو وہ تھوڑا سختی سے روکتا ہے جس پر کنول غصے سے لال ہو کر کہتی ہے

"تم میرے باپ نہیں ہو مجھے اپنی زندگی اپنی مرضی سے جینے دو, میں اپنی زندگی کی مالک ہوں, مجھے آزادی سے جینے دو اور اگر تم نے مجھے روکا تو میں پولیس بلوا کر تم پر کیس کر دوں گی اور میں اس سے عدالت میں شادی کر لوں گی مجھے سبھی قانون آتے ہیں"

عمران یہ سن کر اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے اور ساری رات آنسو بہاتا ہے مگر کنول اک بار بھی اس کے کمرے میں جا کر اسے چپ نہیں کرواتی..

اور فون پر ساری رات خاور سے بات کرتی رہتی ہے..

عمران پھر سوچتا ہے کہ اگر وہ خاور کا پردہ فاش نہیں کرے گا تو کنول کی زندگی برباد ہو جائے گی اور کنول ابھی بچی ہے اس لیے وہ ایسا نہیں سوچ پا رہی..

وہ بھیس بدل کر خاور کے بزنس کے متلعق جاننے لگتا ہے تو اسے پتہ چل جاتا ہے کہ خاور اک ڈرگ سمگلر ہے اور وہ اس کے خلاف ثبوت اکٹھے کرتا ہے مگر اسی دوران پولیس کو بھی خبر ہو جاتی ہے..

خاور کنول کو بھی اپنے بزنس کے لیے ہی استعمال کرنا چاہتا ہے اور اسے بیرون ملک کی اک ایجنسی کو بیچ دیتا ہے اور پھر کنول کو فون کر کے عمران کے خلاف ورغلاتا ہے اور کہتا ہے کہ عمران اک ڈرگ سمگلر ہے اور وہ تمھاری شادی مجھ سے اس لیے نہیں کرنا چاہتا تاکہ میں اس کا پردہ فاش نہ کروں.. تم میرا ساتھ دو ہم مل کر اس کو سزا دیں گے اور کنول اس کی باتوں میں آجاتی ہے..

خاور اپنے لوگ بھیج کر بھی عمران کو مروانے کی کوشش کرتا ہے مگر ناکام رہتا ہے لیکن جو ثبوت اکٹھا کیے ہوتے ہیں وہ ضائع کروانے کی کوشش کرتا ہے..

عمران کو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ سب خاور کر رہا ہے اور وہ ثبوت اک محفوظ جگہ پر رکھ دیتا ہے تاکہ بعد میں کنول کو بتا سکے اور پھر ثبوت پولیس کو دیے جائیں..

اس کے بعد عمران پستول لے کر خاور پر حملہ کرنے جاتا ہے مگر خاور اسے نہیں ملتا. اور وہ رات کو واپس آجاتا ہے..

جب کنول کو پتہ چلتا ہے کہ عمران خاور کو مارنا چاہتا ہے تو کنول عمران کے کھانے میں زہر ملا دیتی ہے..

ادھر خاور کچھ نقلی ثبوت عمران کے خلاف بنا کر پولیس میں دے دیتا ہے.. جب عمران اٹھ کر صبح ناشتہ کرتا ہے تو اس میں زہر ہوتا ہے جس کی وجہ سے عمران کی موت واقع ہو جاتی ہے اور ادھر پولیس نقلی ثبوت دیکھ کر یہی فیصلہ کرتی ہے کہ عمران ہی ڈرگ سمگلر تھا (کیوں کہ اصلی ثبوت تو عمران نے اک میموری کارڈ میں محفوظ کیے ہوتے ہیں) اور وہ اسے دفنانے بھی نہیں دیتے بلکہ عبرت بنانے کے لیے ویسے ہی کتوں کے سامنے پھینک دیتے ہیں.. قبرستان کے پاس کوئی جانور اس کے ہاتھ کو کھا لیتا ہے تو کوئی پاؤں کو..

عمران کی آنکھیں بھی کھلی ہوتی ہیں جس میں گرد پڑ رہی ہوتی ہے اور اس میں سوکھے ہوئے آنسو..

کوئی پرندہ آ کر اس کی آنکھوں میں بھی چونچ مار دیتا ہے..
کنول کی ضمانت ہو جاتی ہے کہ اس نے اک ڈرگ سمگلر کو گرفتار کو مارا اور پولیس اسے ایوارڈ دیتی ہے.. اس پر کنول کہتی ہے کہ یہ تو میرا اخلاقی فرض تھا..
جب کنول گھر میں واپس آتی ہے تو سامنے اک کیبن ہوتی ہے اور کیبن میں خط ہوتا ہے اور اسی کیبن میں اک میموری کارڈ..
اس خط میں لکھا ہوتا ہے
"کنول تم میری بیٹی ہو میری دوست ہو میں تمھاری خوشیاں ہی چاہتا ہوں اس میموری کارڈ میں ویڈیو ہے.جس میں اصلی ثبوت ہیں جو کہ خاور کے بزنس کے بارے میں ہیں اور اس ویڈیو میں تمھیں وہ جگہ بھی دکھائی جائے گی جہاں پر وہ اپنا بزنس کرتا ہے اگر میں نہ رہوں تو یہ ثبوت پولیس کو دے دینا"
جب میموری کارڈ کو لگا کر کنول ویڈیو دیکھتی ہے تو اس میں اک تہ خانہ دکھائی دیتا ہے اور اس تہ خانے میں خاور دکھائی دیتا ہے جو کہ ڈرگ سمگلنگ کر رہا ہوتا ہے اور وہ تہ خانہ اسی ہوٹل کے نیچے ہوتا ہے جہاں پر کنول اس سے ملنے جاتی..
جب سچ کا پتہ چلتا ہے تو کنول کو عمران کی ہر بات یاد آنے لگتی ہے اور کنول کے دل کو یک دم صدمہ لگتا ہے اور اس کا دماغ اک دم سے سُن ہو جاتا ہے اور جو ہاتھ میں ایوارڈ پکڑا ہوتا ہے وہ اسے عمران کے قتل کے عوض ملا لگتا ہے.. اور اسے یاد آتا ہے کہ اس نے اپنے محسن کے بدلے میں اس حقیر چیز کا سودا کیا..

کنول وہی ایوارڈ اپنے ہاتھ میں لیے قبرستان جاتی ہے مگر اسے اتنی خبر بھی نہیں ہوتی کہ اس کی لاش کو دفن بھی نہیں کیا گیا.. اس کی لاش میں سے بدبو آ رہی ہوتی ہے اور کنول یہ دیکھ کر پاگل ہو جاتی ہے اور پاگلوں کی طرح باتیں کرنے لگتی ہے

"اٹھو میرے محسن, اٹھو میرے دوست اٹھو پلیز! دیکھو تمھاری بیٹی سچ بولنے کا انعام لے کر آئی ہے, اٹھو پلیز! اٹھو اور دیکھو تمھاری کنول رو رہی ہے, دیکھو مجھے چپ کروانے والا بھی تمھارے سوا کوئی نہیں, تمھاری کنول کی آج کوئی خواہش نہیں, بس تم اک بار واپس آ کر مجھ سے بات کرو, دیکھو تمھاری کنول اپنا اخلاقی فرض نبھا آئی, دیکھو اس انعام کو تمھاری کنول سرخرو ہو کر آئی ہے, اٹھو پلیز! اٹھو میرے ساتھ چلو, میرے ساتھ چلو کہ کوئی اور سہارا نہیں ہے, میرے ساتھ گھر چلو, میرے بال دیکھو نا! کتنے بکھرے ہوئے ہیں (یہ کہتے ہوئے ان میں گرد ڈالنا شروع کر دیتی ہے), میرے بال سنوارو اٹھ کر, دیکھو نا میری طرف اک بار. تم نے میری ہر خواہش پوری کی ہے, آج یہ بھی پوری کر دو, میں تمھیں رات بھر جگایا کرتی تھی, کیا اس کا بدلہ لے رہے ہو گہری نیند سو کر؟ دیکھو نا کتنی گرمی ہے یہاں پر اور مجھے پیاس لگی ہے مجھے اک بوند پانی پلا دو, دن کے وقت رونا شروع کرتی ہے کہ رات ہو جاتی ہے اور پھر کہتی ہے دیکھو نا یہاں اندھیرا ہو رہا ہے اور مجھے اندھیرے سے ڈر لگتا ہے, مجھے گھر لے چلو نا! میرے محسن اٹھو اور مجھے کمبل میں لپیٹ کر گھر لے چلو, گھر چل کر مجھے کھلونوں سے کھیلنا ہے, ہم گھر چل کر مجھے انعام ملنے کا جشن منائیں گے, اٹھو, کیوں نہیں اٹھتے ہو؟ میں کب سے بلا رہی ہوں مجھے جواب کیوں نہیں دیتے ہو؟ اپنی بیٹی کو اس کی غلطی کے لیے اٹھ کر اک دفعہ سزا ہی دے دو, اک تھپڑ ہی اٹھ کر مار دو, تم نے کبھی مجھے سزا نہیں دی تمھارے اسی پیار نے مجھے ایسا بنایا ہے آج تو مجھے سزا دو, ہم ریل میں سفر کریں گے پھر اور میں آنسو بہاؤں گی اور تم میرے ہاتھ بالکل اسی طرح پکڑنا جیسے بچپن میں پکڑے اور میں تمھارے اک بار کہنے پر ہی خاموش ہو کر تمھارے گلے لگ جاؤں گی اور میں تمھیں کبھی نہیں ستاؤں گی, بس اک بار میرے ساتھ چلو, اٹھو میرے ساتھ بازار چلو"

(اتنے میں اک پرندے کے بولنے کی آواز آتی ہے جسے سن کر کنول غصے سے کہتی ہے)

"چپ ہو جاؤ, بالکل چپ! سنتے نہیں ہو؟ دیکھتے نہیں ہو؟ میرا دوست سو رہا ہے.. میں نے کبھی اسے سونے نہیں دیا کبھی اس کی نیند پوری نہیں ہونے دی.. آج یہ سو رہا ہے اور مجھے بھی اس کے ساتھ ہی سونا ہے" (پھر اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیتی ہے اور اس کا بار بار بوسہ لیتی ہے اور اسے پیار کرتی ہے اور کہتی ہے)

"ایسے ہی پیار کرتے تھے نا تم! تمھیں اگر یہاں سونا ہے تو میں بھی تمھارے ساتھ یہیں سو جاتی ہوں"

(اور پھر وہ زہر کھا لیتی ہے اور اس کے آخری الفاظ ہوتے ہیں

"آج میں اپنے محسن پر اپنا تن اپنا من اپنی سبھی خواہشیں اور اپنی جان نچھاور کرتی ہوں, میرے دوست! میرے محسن! میرے عزیز! اسے قبول کر لینا.. میں آج ہماری دوستی کا سب سے بڑا صلہ تمھیں دے رہی ہوں")

اس کے بعد اس کی سانسیں ختم ہو جاتی ہیں...

(پولیس کو اصل ثبوت مل جاتے ہیں اور وہ خاور کو گرفتار کر کے اسے سزا دیتے ہیں اور کنول اور عمران کی لاش کو اک دوسرے کے ساتھ ساتھ دفن کر دیتے ہیں)..

عامر ثقلین